(الجواب) حامداومصلیا و مسلما ۔ زمانۂ جاہلیت میں لوگوں کا عقیدہ تھا کہ چند بیماریاں (جیسے خارش جذام وغیرہ) متعدی ہیں، جسے آج کی اصطلاح میں "چھپی روگ" کہا جاتا ہے، حضور اکرم ﷺ نے اس کی نفی فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا لا عدویٰ الخ.

اور حضور اقدس ﷺ جو کچھ ارشاد فرماتے ہیں وہ منجانب اللہ ہوتا ہے قرآن مجید میں ہے۔ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یو حی.

ترجمہ: اور نہ آپ اپنی خواہش نفسانی سے باتیں بناتے ہیں، آپ کا ارشاد نری وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔ (قرآن مجید، سورۂ نجم پ ۲۷) لہذا حضور ﷺ کا مذکور فرمان عالی بھی منجانب اللہ وحی ہے۔ پوری حدیث ملاحظہ ہو بخاری شریف میں ہے۔

سمعت اباھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا عدویٰ ولا طیرۃ ولا ھامۃ ولا صفر الخ (بخاری شریف ص ۸۵۰)

کتاب الطب باب الجذام (مشکوۃ شریف ص ۳۹۱ باب الفال والطیرۃ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نہ (مرض کا) تعدیہ ہے (بلکہ جس طرح حق تعالیٰ کسی کو مریض بناتے ہیں اسی طرح دوسرے کو اپنے مستقل تصرف سے مریض کر دیتے ہیں میل جول سے مرض کسی کو نہیں لگتا یہ سب وہم ہے) اور نہ (جانور کے اڑنے سے) بدشگونی لینا کوئی چیز ہے (جیسا کہ لوگوں میں مشہور ہے کہ داہنی جانب سے تیتر وغیرہ اڑے تو منحوس جانتے ہیں یہ سب ڈھکوسلے ہیں) اور نہ الو کی نحوست کوئی چیز ہے، جیسا کہ عام طور پر لوگ اس کو منحوس خیال کرتے ہیں یہ بالکل من گھڑت بات ہے اور حدیث صریح کے خلاف ہے) اور ایک رسم ماہ صفر میں آخری چہار شنبہ کی مروج ہے یہ بھی بالکل بے اصل ہے۔ (ترجمہ مع تشریح ماخوذ از خطبات الاحکام خطبہ نمبر ۴۰)

دوسری حدیث میں ہے۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا عدوی ولا ھامۃ ولا صفر فقال اعرابی یا رسول اللہ فما بال الابل تکون فی الرمل لکا نھا الظبآء فیخا لطھا البعیر الاجرب فیجربھا ؟ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمن أعدی الاول؟ (بخاری شریف ج ۲ ص ۸۵۹، کتاب الطب ،باب لا ھامۃ) (مسلم شریف ج ۲ ص ۲۳۰) (مشکوۃ شریف ص ۳۹۱ باب الفال والطیرۃ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی اور نہ بدشگونی لینا ہے اور نہ صفر ہے، پس ایک اعرابی نے کہا یا رسول اللہ! پس اونٹوں کا کیا حال ہے کہ وہ ریگستان میں ہرنوں کی طرح تندرست ہوتے ہیں، پھر ان میں ایک خارشی اونٹ ملتا ہے پھر وہ دوسروں کو خارشی کر دیتا ہے، پس پیغمبر خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا! پس کس نے خارشی کیا ہے پہلے کو؟ (یعنی وہ بھی بتقدیر الٰہی خارشی ہوا تھا یہ بھی بتقدیر الٰہی ہوئے۔)

ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ اسلام میں مرض متعدی ہونے (بالفاظ دیگر چھپی روگ) کا کوئی تصور

اور عقیدہ نہیں ہے، ہر چیز اللہ تعالیٰ کے حکم اور تقدیر الٰہی سے ہوتی ہے لہذا یہ عقیدہ اور خیال کرکے کہ دوسرے کی بیماری مجھے لگ جائے گی یا میں طاعون والی جگہ میں رہوں گا تو موت آجائے گی طاعون والی جگہ سے بھاگنا جائز نہیں ہے۔ حدیث میں ممانعت آئی ہے، بخاری شریف میں ہے۔

حدثنا حفص بن عمر قال سمعت اسامة بن زيد يحدث سعداً عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال اذا سمعتم بالطاعون بارض فلا تدخلوها واذا وقع بارض وانتم بها فلا تخرجوا منها لقوله عليه السلام فى آخر الحديث ولا تخرجوا منها فراراً منه. ويدل على التحريم ماروى عن ام المؤمنين عائشة رضى الله عنها انه عليه السلام قال الفارمن الطاعون كالفارمن الزحف. واخرج ابن خزيمة فى صحيحه ان الفرار منه من الكبائر والله تعالىٰ يعاقب عليه ان لم يعف. الى قوله. ونقل ابو الحسن المدائنى عن ابيه قال فلما فر احد من الطاعون فسلم. قال تاج الدين السبكى والذى حكاه مجرب وليس ببعيد ان يجعل الله الفرارمنه سبباً لقصر العمر وقد جاء فى الكتاب الكريم ما يؤخذ منه ان الفرار من الجهاد سبب لقصر العمر وهو قوله تعالى قل لن ينفعكم الفراران فررتم من الموت او القتل واذا لا تمتعون الا قليلاً. وحكى ان والده استنبط ذالك من هذه الاية (مجالس الابرار ص ۳۲۵ وص ۳۲۶ مجلس نمبر ۵۹)

ترجمہ: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے حضرت سعدؓ کو یہ حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم کسی جگہ طاعون پھیلنے کی خبر سنو تو وہاں مت جاؤں اور جہاں تم مقیم ہو وہاں طاعون پھیل جائے تمہا" ولا تخرجوا فراراً منه" (طاعون سے بھاگ کر مت نکلو) کی وجہ سے اور حرمت پر وہ روایت دلالت کرتی ہے جو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا طاعون سے بھاگنے والا جہاد سے بھاگنے والے کے برابر ہے اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے کہ اس سے بھاگنا گناہ کبیرہ ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر عذاب دے گا اگر معاف نہ کیا۔ الی قولہ۔ اور ابوالحسن مدائنی نے اپنے والد بزرگوار سے نقل کیا ہے کہ طاعون سے بھاگنے والا کم بچتا ہے تاج الدین سبکیؒ فرماتے ہیں یہ جو بیان کیا ہے یہ بات آزمائی ہوئی ہے اور کچھ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ طاعون سے بھاگنے کے سبب سے عمر کم کردے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **قل لن ينفعكم الفرار** آپ فرما دیجئے کہ تم کو بھاگنا کچھ نافع نہیں ہوسکتا اگر تم موت سے یا قتل سے بھاگتے ہو اور اس حالت میں بجز تھوڑے دنوں کے اور زیادہ متمتع نہیں ہوسکتے نقل کیا ہے کہ امام تاج الدین سبکیؒ کے والد بزرگوار (جو بڑے محدث گذرے ہیں) اسی آیت سے استنباط فرماتے ہیں کہ طاعون سے بھاگنے والا زیادہ مدت زندگی کے فوائد حاصل نہیں کرتا بلکہ اس کی عمر کم ہوجاتی ہے۔

اس کے قریب قریب مضمون امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے بھی تحریر فرمایا ہے ملاحظہ ہو مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی ص ۴۳۰ ج ۱، فارسی، مکتوب نمبر ۲۹۹۔

لہذا اللہ رب العزت پر یقین کرتے ہوئے وہیں ٹھہرے رہیں بھاگنے کی کوشش نہ کریں اس جگہ سے بھاگ جانا نجات کا سبب نہیں ہے اپنے گناہوں پر توبہ استغفار اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع اور انابت یہ چیزیں در اصل نجات دینے والی ہیں، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرار سے نہی والی حدیث کی شرح کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔ قال ابن

الملک فان العذاب لا یدفعه الفرار وانما یمنعه التوبة والا ستغفار. ابن ملکؒ فرماتے ہیں فرار عذاب الٰہی کو دور نہیں کرتا، عذاب الٰہی کو دور کرنے والی چیز توبہ اور استغفار ہے۔(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۳۶۰ ج ۳ ملتانی)

نیز اس میں یہ حکمت بھی پیش نظر ہے کہ اگر سب وہاں سے نکل جائیں گے تو بیماروں کی عیادت اور تیمارداری کون کرے گا؟ اور مردوں کی تجہیز و تکفین کون انجام دے گا؟ لہٰذا نکلنے سے منع فرمایا۔ التعلیق الصبیح میں ہے ویحتمل انه کره ذلک لما فیه من تضییع المرضیٰ اذ آ رخص للا صحاء فی التحول عن جانبهم وترک الا موات بم ضیعة فلا یحضرهم من یقوم بامرهم ویصلی علیهم التعلیق الصبیح علی مشکاة المصابیح ۲ /۱۹۹) نیز جو لوگ وہاں مقیم ہیں ان کی ہمت پست ہوگی اور لوگوں کو بھاگنے والوں سے بدظنی پیدا ہوگی۔

پس اللہ تعالیٰ پر اعتماد کر کے اور یہ یقین کر کے کہ جو تقدیر الٰہی میں ہوگا وہی ہوگا، ثواب کی امید رکھتے ہوئے وہیں ٹھہرا رہے تو اللہ رب العزت محض اس ٹھہرنے پر بھی اجر وثواب عطا فرماتے ہیں۔ بخاری شریف کی روایت ہے۔

عن عائشة رضی الله عنها زوج النبی صلی الله علیه وسلم انها اخبر ته انها سألت رسول الله صلی الله علیه وسلم عن الطاعون فاخبرها نبی الله صلی الله علیه وسلم انه کان عذاباً یبعثه الله علیٰ من یشآء فجعله الله رحمة للمؤمنین فلیس من عبدیقع الطاعون فیمکث فی بلده صابراً یعلم انه لن یصیبه الا ما کتب الله له الا کان له' مثل اجرا لشهید (بخاری شریف ج ۲ ص ۸۵۳ کتاب الطب باب اجر الصابر فی الطاعون)

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے متعلق دریافت کیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ (بعض کے لئے ایک طرح کا عذاب ہے کہ اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے (بطور عذاب) کے بھیجتا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اس کو اہل ایمان کے لئے رحمت بنایا ہے۔ جو شخص وقوع طاعون کے وقت اپنی بستی میں صابر اور امیدوار ثواب ہو کر اس اعتقاد سے کہ وہی ہوگا جو مقدر ہے ٹھہرا رہے گا تو اس کو شہید کے برابر ثواب ملے گا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۳۵ باب عیادۃ المریض۔)

اور اگر اللہ کو منظور ہوا اور اس میں اس کا انتقال ہو گیا تو یہ شہادت کی موت ہوگی بخاری شریف میں حدیث ہے

عن انس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الطاعون شهادة لکل مسلم (بخاری شریف ج ۲ ص ۸۵۳ باب مایذکر فی الطاعون)(مشکوٰة شریف ص ۱۳۵)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، طاعون ہر مسلمان کے لئے شہادت ہے۔

دوسری روایت میں ہے۔

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الشهداء خمسة المطعون والمبطون والغریق وصاحب الهدم والشهید فی سبیل الله، متفق علیه (مشکوٰة شریف ص ۱۳۵ باب عیادة المریض)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شہداء پانچ ہیں طاعون والا اور جس کو پیٹ کی بیماری ہو (جیسے اسہال، استسقاء) اور جو ڈوب جائے اور جو دب کر مر جائے اور جو جہاد میں شہید ہو جائے۔

الطاعون شهادة لامتی ورحمة لهم ورجس على الكافرين. (حم وابن سعيد عن ابی عسيب (كنز العمال ج۵ ص ۱۸۲ رقم الحديث نمبر ۳۸۱۲)

ترجمہ: طاعون میری امت کے لئے شہادت ہے اور ان کے لئے رحمت ہے اور کافروں پر عذاب ہے۔

شامی میں ہے۔

(قوله والمطعون) وكذا من مات في زمن الطاعون بغيره اذا اقام في بلده صابراً محتسبا فان له اجر الشهيد كما في حديث البخارى وذكر الحافظ ابن حجر انه لا يسئل في قبره اجهودى .(رد المحتار على الدر المختار ج۱ ص ۸۵۲ باب الشهيد)

ترجمہ: جس کا طاعون میں انتقال ہوا ہو وہ شہید ہے اسی طرح وہ شخص جو طاعون کے زمانہ میں اپنی بستی میں صبر اور ثواب کی امید کے ساتھ ٹھہرا رہے اور طاعون کے سوا (کسی اور بیماری میں) انتقال ہو جائے تو اس کو بھی شہادت کا درجہ ملتا ہے جیسا کہ بخاری شریف کی روایت میں ہے اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ طاعون سے مرنے والے سے قبر میں سوال نہ ہوگا۔

مکتوبات امام ربانی میں ہے۔

وقد جزم شيخ الاسلام ابن حجر فی كتاب بذل الماعون فی فضل الطاعون (بخاری شريف ج۲ ص ۸۵۳ كتاب الطب . باب ما يذكر فی الطاعون)

ترجمہ: شیخ الاسلام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "بذل الماعون فی فضل الطاعون" تو وہاں سے (بھاگنے کے ارادہ سے مت نکلو۔ (مشکوۃ شریف ص ۱۳۵ باب عیادۃ المریض)

لہذا طاعونی جگہ سے اس خیال اور عقیدہ سے بھاگنا کہ بیماری اور موت سے بچ جاؤں گا (ورنہ بیماری میں پھنس کر مر جاؤں گا) ناجائز اور سخت گناہ ہے۔ اور دوسروں کے لئے بھی پریشانی اور پست ہمتی کا سبب بنتا ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ پر اعتماد کر کے وہیں ٹھہرا رہے۔ اسی طرح جہاں طاعون پھیلا ہوا ہو وہاں نہ جائے اس میں بھی عقیدہ کی حفاظت مقصود ہے کیونکہ وہاں جا کر اگر بیمار ہو گیا یا مر گیا تو ہمارا عقیدہ یہی ہے کہ یہ تقدیر الٰہی سے ہوا مگر شیطان دل میں وسوسہ ڈالے گا کہ نہ آتا تو بیمار نہ ہوتا، یہاں آنے کی وجہ سے بیمار ہو گیا، نیز طبیعت کے کمزور اور ضعیف العقیدہ لوگ بھی یہی سمجھیں گے کہ وہاں جانے سے بیمار ہو گیا اس لئے حدیث میں طاعونی جگہ سے نکلنے اور داخل ہونے دونوں سے روکا گیا۔ دونوں صورتوں میں عقیدہ کی حفاظت مقصود ہے۔ بہرصورت مومن کا عقیدہ یہ ہونا چاہئے" نہ خروج (نکلنا) موجب نجات ہے اور نہ دخول (داخل ہونا) موجب مرض وسبب ہلاکت ہے۔"

درمختار میں ہے۔

واذا خرج من بلدة بها الطاعون فان علم ان كل شئى بقدر الله تعالىٰ فلا بأس بان يخرج ويدخل وان كان عنده انه لو خرج فنجا ولو دخل ابتلى به كره له ذلك فلا يدخل ولا يخرج

صیانة لا عتقاده وعلیه حمل النهی فی الحدیث الشریف . مجمع الفتاوی.

(درمختار مع رد المحتار ص ۶۶۱ ج۵ مسائل شتی قبیل کتاب الفرائض)

ترجمہ: اور جب کہ اس شہر سے نکلا جس میں طاعون پھیلا ہوا ہے تو اگر اس کا عقیدہ یہ ہے کہ ہر چیز تقدیر الٰہی سے ہے (اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کچھ نہیں ہوتا) تو نکلنے اور داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں (اجازت ہے) اور اگر اس کا عقیدہ یہ ہو کہ یہاں سے نکل جاؤں گا تو بچ جاؤں گا اور اگر داخل ہوں گا تو مرض میں مبتلا ہو جاؤں گا تو یہ بات اس کے لئے مکروہ ہے یعنی ایسے شخص کو وہاں سے نکلنے اور داخل ہونے کی اجازت نہیں اس کے عقیدہ کی حفاظت کے خاطر اور حدیث شریف میں دخول اور خروج سے نہی اسی تفصیل پر محمول ہے۔

قرآن مجید میں ہے۔

الم تر الی الذین خرجوا من دیار هم وهم الوف حذر الموت فقال لهم الله موتوا ثم احیاهم

(قرآن مجید، سورۂ بقرہ پارہ نمبر۲)

ترجمہ: کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو موت سے بچنے کے لئے اپنے مکانوں سے نکل گئے تھے اور وہ لوگ (تعداد میں) ہزاروں تھے، سو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے حکم فرمایا کہ مر جاؤ (پس سب مر گئے پھر ان کو زندہ کیا۔

مذکورہ آیت کی تفسیر میں ہے کہ اگلی امت کی ایک بستی میں وبا (طاعون) پھیلی تو ہزاروں (بروایت ستر ہزار) کی تعداد میں بھاگ گئے اور سمجھے کہ ہم موت سے نجات پا گئے خدا تعالیٰ نے انہیں ان کے برے عقیدہ کی سزا دی کہ ایک دم سب مر گئے، کوئی دفن کرنے کے لئے بھی باقی نہ رہا، پھر ایک مدت کے بعد ایک نبی وہاں پہنچے، یہ خوفناک منظر دیکھ کر دعا کی، تو خدا پاک نے ان کو عبرت دینے کے لئے زندہ کیا، تب ان کو یقین ہوا کہ موت سے کوئی بھاگ نہیں سکتا۔ (تفسیر مظہری ج۱ص ۳۴۳ تفسیر احمدی ج۱ص ۱۶۹)

مقام طاعون میں دخول سے روکنے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ طاعون کافروں کے حق میں اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے اور عذاب والے مقام میں جانا نہ چاہئے۔ حدیث سے یہ ثابت ہے کہ ایک سفر میں حضور اکرم ﷺ قوم ثمود کی بستی (جن پر عذاب الٰہی نازل ہوا تھا) کے پاس سے گذرے تو حضور اقدس ﷺ نے ان کی بستی میں داخل ہونے سے منع فرمایا تھا۔ (۱) لہذا مناسب یہی ہے کہ حضور ﷺ اپنی امت کو اس جگہ داخل ہونے سے منع فرما دیں جہاں طاعون (عذاب) پھیلا ہوا ہو، التعلیق الصبیح میں ہے فقوله لا تقدموا علیه لان الله تعالیٰ شرع لنا التوقی عن

---

(۱) وقد مر رسول الله صلى الله عليه وسلم على ديارهم ومساكنهم وهو ذاهب الى تبوك فى سنة تسع قال الامام احمد حدثنا عبدالصمد صخر بن جويرية عن نافع عن ابن عمر قال لما نزل رسول الله صلى الله عليه وسلم بالناس على تبوك نزل بهم الحجر عند بيوت ثمود فاستقى الناس من الآبار التى كانت تشرب منها ثمود فعجنوا منها ونصبوا لها القدور فأمرهم النبى صلى الله عليه وسلم فاهرقوا القدور وعلفوا العجين الابل ثم ارتحل الابل ثم ارتحل بهم حتى نزل بهم على البئر التى كانت تشرب منها الناقة ونهاهم ان يدخلوا على القوم الذين عذبوا وقال. انى اخشى ان يصيبكم مثل ما اصابهم فلا تدخلوا عليهم وقال ايضاً حدثنا عفان حدثنا عبد العزيز بن مسلم حدثنا عبدالله بن دينار عن عبدالله بن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو بالحجر لا تدخلوا على هؤلاء المعذبين الا ان تكونوا باكين فان لم تكونوا باكين فلا تدخلوا عليهم ان يصيبكم مثل ما اصابهم واصل هذا الحديث مخرج فى الصحيحين من غير وجه الخ والبسط فى التفسير ابن كثير سورة اعراف ج ۲ ص ۲۳۲

المحذور ثم ان الطاعون لما كان رجزا لم يرا الا قدام عليه والتورط فيه وقد صح عنه صلى الله عليه وسلم انه لما بلغ الحجر وهى ديار ثمود منع اصحابه ان يدخلوا ديار المعذبين فبا لحرى ان يمنع امته ان يدخلوا ارضاً وقع بها الطاعون وهو عذاب (التعليق الصبيح على مشكوة المصابيح ص ۱۹۹ تا ص ۲۰۰ ج ۲) حدیث میں ہے۔

عن جابر رضى الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الفار من الطاعون كالفار من الزحف ، والصابر فيه له اجر شهيد. رواه احمد.

(مشکوۃ شریف ص ۱۳۹ باب عیادۃ المریض کی آخری حدیث)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسے جہاد سے بھاگنے والا اور اس میں ثابت قدم رہنے والے کو شہید کا ثواب ملتا ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات فی شرح المشکوۃ میں تحریر فرماتے ہیں:

واز یں حدیث معلوم می شود کہ گریختن از طاعون گناہ کبیرہ است چنانکہ فرار از زحف واگر اعتقاد کند کہ اگر نگریزد البتہ می میرد واگر بگریزد بسلامت می ماند ایں خود کفر است (اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۶۵۳ باب عیادۃ المریض)

ترجمہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طاعون سے بھاگنا گناہ کبیرہ ہے جس طرح جنگ سے بھاگنا اور اگر یہ اعتقاد ہو کہ نہ بھاگے گا تو البتہ مر جائے گا اور اگر بھاگے گا تو ضرور سلامت رہے گا، یہ عقیدہ بجائے خود کفر ہے (نعوذ باللہ من ذلک) اور فرماتے ہیں:

ضابطہ دریں وباہمیں است کہ درانجا کہ ہست نباید رفت واز آنجا کہ باشد نباید گریخت واگر چہ گریختن در بعض مواضع مثل خانہ کہ در وے زلزلہ باشد یا آتش گرفتہ یا نشستن در زیر دیوار کہ خم شدہ بزد غلبہ ظن بہ ہلاک آمدہ است. اما در باب طاعون جز صبر نیامدہ دگریختن تجویز نیافتہ وقیاس ایں براں فاسد است کہ آنہا از قبیل اسباب عادیہ اند وایں از اسباب وہمی و بہر تقدیر گریختن از آنجا جائز نیست و ہیچ جا وارد نہ شدہ وہر کہ بگریزد عاصی و مرتکب کبیرہ و مردود است. نسائل اللہ العافیۃ۔ (اشعۃ اللمعات ص ۱۳۹ جلد اول۔ باب عیادۃ المریض۔ فصل نمبر ۱)

اس وبا میں ضابطہ یہی ہے کہ جہاں وبا پھیلی ہے وہاں نہ جانا چاہئے اور اگر اس جگہ ہو تو وہاں سے بھاگنا نہ چاہئے اگر چہ بعض موقعوں میں بھاگنا جائز ہے جیسے اس مکان سے بھاگنا جس میں زلزلہ (کا اثر معلوم ہو) یا اس میں آگ لگ جائے یا وہ دیوار جو خم (ٹیڑھی) ہو گئی ہو اس کے نیچے بیٹھنے سے ہلاکت کا ظن غالب ہو تو (وہاں سے ہٹ جانا) وارد ہوا ہے لیکن طاعون میں سوائے صبر کے اور کچھ وارد نہیں ہوا ہے اور بھاگنا جائز قرار نہیں دیا گیا ہے۔ اور طاعون کو ان امور پر قیاس کرنا فاسد ہے، کیونکہ وہ اسباب عادیہ میں سے ہیں اور یہ (طاعون سے بھاگنا) اسباب وہمی سے ہے، بہر صورت اس جگہ سے بھاگنا جائز نہیں ہے اور کہیں وارد نہیں ہوا ہے اور جو شخص بھاگے گا وہ عاصی اور مرتکب گناہ کبیرہ اور مردود ہے، نسأل اللہ العافیۃ۔

مجالس الابرار میں ہے۔

واختلف فی هذا النهی فقال القاضی تاج الدین السبکیؒ مذهبنا هو الذی علیه الاکثرون ان النهی عن الفرار منه للتحریم وقال بعض العلماء هو للتنزیه واتفقوا علی جواز الخروج لشغل غرض غیر الفرار بان المیت بالطعن لایسأل لانه نظیر المقتول فی المعرکة محتسبا یعلم انه لا یصیبه الا ماکتب له اذا مات فیه بغیر الطعن لایفتن ایضاً لا نه نظیر المرابط کذا ذکره الشیخ لاجل السیوطی فی کتاب شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور وقال وهو حجة جدا.

وہمیں کسے کہ نگریخت و نہ مرد از جملہ غازیان و مجاہد است ۔الیٰ قولہ ۔ و اکثر گریز پایاں کہ سلامت ماندند بعلت آں کہ اجل ایشاں نرسیدہ بود نہ آں کہ گریختن ایشاں را از مرگ خلاص ساخت و اکثر صابراں کہ ہلاک شدند ہم باجل ہلاک شدند فلیس الفرار ینجی والا الا سقرار یهلک .

(مکتوبات امام ربانی فارسی ص ۴۳۰ دفتر اول مکتوب نمبر ۲۹۹ ، اردو ج ا ص ۶۸۷)

ترجمہ: حدیث میں فرار سے نہی آئی ہے علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ نہی کیسی ہے قاضی تاج الدین سبکی فرماتے ہیں کہ ہمارا مذہب وہی ہے جس پر اکثر علماء ہیں کہ بھاگنے کی ممانعت تحریم کے لئے ہے اور بعض علماء فرماتے ہیں تنزیہی ممانعت ہے ، اور بھاگنے کے سوا کسی اور کام کی غرض سے جانے کے جواز پر سب متفق ہیں ، حدیث کے آخر میں تحقیق سے لکھا ہے کہ جو شخص طاعون سے مرجائے اس سے کوئی سوال نہیں ہوتا کیونکہ وہ ایسا ہے جیسے لڑائی میں قتل ہوا ، اور جو شخص طاعون میں طلب اجر کی نیت سے صبر کرتا ہے اور جانتا ہے کہ مجھے وہی پہنچے گا جو میرے لئے اللہ نے لکھا اور مقدر کیا ہے تو وہ شخص اگر طاعون کے سوا کسی اور بیماری سے بھی مرجائے تو اس صورت میں بھی اس کو عذاب نہ ہوگا کیونکہ وہ مرابط یعنی جہاد کے لئے مستعد اور تیار رہنے والے کی طرح ہے ، اسی طرح شیخ سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب شرح الصدور فی حال الموتیٰ والقبور میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ بڑی اعلیٰ حجت ہے اور جو شخص کہ نہ بھاگا اور نہ مرا وہ غازیوں اور مجاہدوں اور صابروں میں سے ہے ۔ الیٰ قولہ ۔ اور اکثر بھاگنے والے جو سلامت رہے ہیں اسی واسطے رہے ہیں کہ ابھی ان کی اجل نہ آئی تھی ، نہ یہ کہ بھاگ کر موت سے بچ گئے اور اکثر صابر لوگ جو ہلاک ہو گئے وہ بھی اپنی اجل ہی سے ہلاک ہوئے ہیں پس نہ تو بھاگنا بچا سکتا ہے اور نہ ہی ٹھیرنا ہلاک کر دیتا ہے ۔

جب لوگوں میں کھلم کھلا بے حیائی عام ہوتی ہے تو طاعون اور نئی نئی قسم کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں ۔ ابن ماجہ شریف میں حدیث ہے ۔

عن عبدالله بن عمر رضی الله عنه ..... لم یظهر الفاحشة فی قوم قط حتی یعلنوا بها لافشی فیهم الطاعون والا وجاع التی لم تکن مضت فی اسلافهم الذی مضوا. یعنی جس قوم میں علانیہ بدکاری ظاہر ہوتی ہے تو ان لوگوں میں طاعون اور نئی نئی بیماریاں پھیلتی ہیں جو ان سے پہلے لوگوں میں ظاہر نہیں ہوتی تھیں ۔ (ابن ماجہ ص ۳۰۰ باب العقوبات)

مجالس الابرار میں ہے ۔

وقد ثبت فی الحدیث ان سبب وقوع الطاعون ظهور الفاحشة واعلان المنکرات علی ماروی ابن عمر رضی الله عنه انه علیه السلام قال لم یظهر الفاحشة فی قوم قط حتی یعلنوا بها الا

فشا فیھم الطاعون واخرج مالک عن ابن عباس موقوفاً والطبرانی مرفوعاً ما فشا الزنافی قوم قط الا کثر فیھم الموت (مجالس الابرار ص ۲۴۶ ،مجلس نمبر ۵۹)

ترجمہ: حدیث میں ہے کہ طاعون کا سبب فحش باتوں کا ظاہر ہونا اور برائیوں کا برملا عمل میں آنا ہے جیسا کہ ابن عمرؓ نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہرگز کسی قوم میں فحش ظاہر نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ کھلم کھلا کرنے لگیں مگر ضرور ان میں طاعون پھیلتا ہے اور مالکؒ نے ابن عباسؓ سے موقوفاً اور طبرانی نے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ نہیں پھیلتا ہے زنا کسی قوم میں کبھی بھی مگر ان لوگوں میں مری پھیل جاتی ہے۔

قران مجید میں ہے۔ فانزلنا علی الذین ظلموا رجزاً من السماء بما کانوا یفسقون O پھر اتارا ہم نے ان ظالموں پر عذاب آسمان سے اس وجہ سے کہ وہ عدول حکمی کرتے تھے۔ (قرآن مجید، سورۂ بقرہ نمبر ۵۹ پارہ نمبرا) یہ آیت بنی اسرائیل کے متعلق ہے، ان کے فسق وفجور اور نافرمانی کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے ان پر آفت سماوی نازل فرمائی تھی اور وہ آفت سماوی طاعون تھا، تفسیر بیضاوی میں ہے۔ والمراد به الطاعون روی انه مات به فی ساعة اربعة وعشرون الفاً (تفسیر بیضاوی ص ۵۰)(۱)

مذکورہ حدیث اور قرآن پاک کی آیت سے ثابت ہوا کہ طاعون گناہوں کے سبب سے آتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اپنی بے پایاں عنایت سے مومنوں کے حق میں رحمت بنا دیتا ہے، اور کافروں کے حق میں عذاب جیسا کہ بخاری شریف اور کنز العمال کی روایتوں سے معلوم ہوا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مرض میں تعدیہ (چھپی روگ) کا عقیدہ نہ رکھے، اللہ تعالیٰ کی ذات عالی پر یقین رکھے اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ حدیث میں ہے فرمن المجذوم کما تفرمن الاسد جذامی سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر سے بھاگتے ہو۔ اور دوسری حدیث میں ہے لا یوردن ذوعاھة علی مصح، بیمار اونٹ کو تندرست اونٹ کے پاس مت لے جاؤ، اس سے بظاہر حدیثوں میں تعارض معلوم ہوتا ہے، تو جواب یہ ہے کہ حدیث کا منشا یہ نہیں ہے کہ مرض متعدی ہوتا ہے بلکہ یہاں بھی امت پر شفقت اور ان کے عقائد کی حفاظت مقصود ہے کہ جذامی سے خلط ملط فی نفسہ مؤثر نہیں ہے، لیکن خدانخواستہ کسی کو تقدیر الٰہی سے یہ مرض ہو گیا تو وہ مرض کے تعدیہ کو صحیح سمجھنے لگے گا۔ اور اس کا عقیدہ خراب ہوگا، اس لئے حضور اکرم ﷺ نے امت پر شفقت کے پیش نظر فرمایا کہ اس سے خلط ملط مت رکھو۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے۔ ان النھی فیھما انما جاء شفقاً علی مباشرة احد الامرین فتصیر علة فی نفسه او عاھة فی ابله فیعتقد ان العدوی حق. (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۳ ج ۹ ملتانی) مذکورہ دونوں حدیثوں کا اگر یہ مطلب نہ لیا جائے تو ابتداء میں جو حدیث پیش کی گئی ہے لاعدوی اور دوسری حدیث فمن اعدی الاول کا کیا مقصد ہوگا؟ اور حدیث میں تضاد تو ہوتا نہیں اصل چیز مشیت الٰہی اور تقدیر الٰہی ہے، اس کے سوا کچھ نہیں، بیماری از خود متعدی اور مؤثر نہیں جس کے لئے حکم خدا نہ ہو اور جس کی تقدیر میں نہ ہو تو اسے ذرہ بھی اثر نہیں ہوتا۔

(۱) قال حافظ ابن کثیر تحت هذه الآیت. وقال الشعبی الرجز اما الطاعون واما البرد وقال سعید بن جبیر هو الطاعون وقال ابن ابی حاتم حدثنا ابو سعید الاشج حدثنا وکیع عن سفیان عن حبیب بن ابی ثابت عن ابراهیم بن سعد یعنی ابن ابی وقاص عن سعد بن مالک واسامة بن زید وخزیمة بن ثابت رضی الله عنهم قالوا قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الطاعون رجز عذاب عذب به من کان قبلکم وهکذا رواه النسائی من حدیث سفیان الثوری به تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۱۰۰

دیکھئے! جذامی کے گھر میں سب جذامی نہیں ہوتے، اور جس مقام پر طاعون پھیلتا ہے سب کے سب طاعون زدہ نہیں ہوجاتے۔ خود احقر تین طاعون سے گذر کر بفضلہٖ تعالیٰ اب بھی بقید حیات ہے۔ ہماری دادی اماں مرحومہ کا انتقال ۱۳۲۵ھ میں طاعون میں ہوا تھا، اس وقت ایک ہی گھر میں ہمارے دادا صاحب ایک چچا دو پھوپھیاں اور احقر کے والدین مرحومہ دادی اماں کے ساتھ رہتے تھے اور یہ سب مرحومہ کی تیمارداری اور خدمت میں لگے ہوئے تھے، اللہ کے فضل سے ان میں سے کسی ایک کو بھی یہ مرض نہیں ہوا، اور دادی اماں مرحومہ کے انتقال کے بعد یہ سب برسوں زندہ سلامت رہے اور اس طاعون کے بعد وقفہ وقفہ سے دو مرتبہ طاعون ہوا، اور اللہ کے فضل سے دونوں طاعون میں وہ سب محفوظ رہے، اگر مرض میں تعدیہ ہے تو ان سب کو کیوں نہیں لگا؟۔ لہذا عقیدہ کی درستگی اور تقدیر الٰہی پر اعتماد کر کے اسی جگہ ٹھہرے رہنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔